كلمة الحرمين

سید اکرام الحق جاوید

سعودی بھائیوں کی ایک اور قربانی

سعودی عرب سے موصول ہونے والی تازہ ترین اطلاعات کے مطابق حکومت نے اپنے شہریوں پر پانچ سال میں ایک حج ادا کرنے کی پابندی عائد کر دی ہے۔ کیا یہ فیصلہ جید علماء کے ایک بورڈ نے سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز کی زیر صدارت ایک اجلاس میں کیا۔ جس کی خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز نے اپنے دستخط کر کے توثیق کر دی ہے۔ یہ ایک مشکل، بڑا، اور کٹھن فیصلہ ہے۔ مقامی وزارت کی جانب سے حج کے خواہشمندوں سے کہا گیا ہے کہ وہ حج کی ادائیگی کے سلسلے میں خصوصی اجازت نامے حاصل کریں۔ اپنے ہی شہریوں پر پابندیاں لگانے کا، اور انہیں ہر سال حج کرنے کی نعمت سے محروم کرنے کا یہ کڑوا گھونٹ اس لئے نگلنا پڑا کہ کہیں انتظامات میں خامیاں نہ رہ جائیں۔ اور اللہ کے مہمانوں کو تکالیف کا سامنا کرنا نہ پڑے۔

مذکورہ قانون کو حکومت سے پاس منظور کرانے کی سفارش سعودی علماء کی کمیٹی نے کی تھی۔ کیونکہ سعودی حکومت حجاج کرام کے آرام اور ان کی سہولت کی غرض سے جو ناقابل تصور پیش قدمی کر رہی ہے وہ اپنی جگہ ایک مثال تو ہے مگر اسکے باوجود ہر سال حجاج کی تعداد میں بے پناہ اضافے کی وجہ سے حکومت کی جانب سے پیش کی جانے والی خدمات سے مطلوبہ استفادہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ حج کے دوران بعض مقامات پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

عوامی حلقوں کے رد عمل کو ظاہر کرنے والے سروے کے نتائج بتاتے ہیں کہ سعودی عوام نے بادل نخواستہ اپنے بادشاہ کا یہ حکم بھی بسر و چشم قبول کر لیا ہے۔ اپنی مذہبی آزادی پر پہروں کے دبیز پردے ڈال کر وہ اس لئے چپ ہو رہے ہیں کہ کہیں ہزاروں میل دور سے آئے ہوئے مہمانوں کو پریشانیاں نہ اٹھانی پڑیں۔

پاکستان اور بھارت کے دیہاتوں سے جانے والے وہ حجاج کرام جنہیں ترقی کے چہرے کو کبھی بھی قریب سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ وہ جیسے ہی جدہ کے ایئرپورٹ پر قدم رکھتے ہیں وہ خود کو اتنا خوشگوار محسوس کرتے ہیں جیسے کسی شفیق ماں نے اپنے پیارے اور لاڈلے بیٹے کو اپنی نرم و گرم گود میں لے لیا ہو۔ حجاج کی خدمت کا یہ عمل ایک معمولی سپاہی اور کلرک سے لے کر سعودی وزیر اور حکمرانوں تک سب میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اس کے باوجود کہ انہیں معلوم ہے کہ آنے والے حجاج اپنے مالی وسائل، مرتبے اور اہمیت کے اعتبار سے ان سے بڑھ کر نہیں۔ مگر وہ حجاج کو کب دیکھتے ہیں۔ وہ تو اس رب العالمین کو دیکھتے ہیں جس کے گھر آنے کا شرف پوری دنیا کے لوگ سعودی عرب آکر حاصل کرتے ہیں۔

سعودی عرب کی عظمت، شان اور وقار اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہاں بیت اللہ شریف اور مسجد نبویؐ ہے۔ ورنہ وہ آج بھی ایک صحرائی ملک ہے...... لیکن ارضِ مقدس کو اللہ تعالیٰ نے دعائے ابراہیمؑ کی عملی تعبیر بنا کر اس طرح متمول کر دیا کہ آج یہ دنیا کی سب سے بڑی تجارتی منڈی ہے اور جو چیز دنیا کے کسی حصے سے نہیں ملتی وہاں مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو تیل، گیس اور دیگر معدنی وسائل سے نوازا۔ اور سعودی حکمران اپنی خدا ترسی، دین سے گہرے تعلق اور راسخ العقیدہ ہونے کے باعث پوری دنیا میں عزت و تکریم سے دیکھے جاتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز، شاہ فیصل، شاہ خالد اور اب شاہ فہد کے دور کا جائزہ لیں، تو یہ بات سب سے نمایاں اور الگ سے نظر آئے گی۔ کہ ان تمام حکمرانوں نے اپنے اپنے دور میں اپنے عوام اور دنیا بھر سے آئے ہوئے مسلمانوں (حجاج) کے لئے ایسے ایسے فلاحی و رفاہی کام کیے کہ خواہ مخواہ منہ سے ان کے لئے کلمۂ خیر نکلتا ہے۔ اور عازمینِ حج تو اس وقت دست بدعا ہو جاتے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایک حکمران نے صرف اور صرف ان کی آسانی کیلئے اپنے خزانے کا منہ کھول دیا۔ جہاں دھوپ لگتی ہے، حکمرانوں نے وہاں شامیانوں سے سائے ڈال دیئے۔ جہاں پیاس نے ستایا، وہاں پانی کے چشمے کھول دیئے، جہاں بھوک نڈھال کرے، وہاں اشیائے خورد و نوش کے بازار سجا دیئے۔ جہاں چلتے ہوئے دشواری محسوس ہوتی تھی۔ وہاں چشم زدن میں سواریوں نے پہنچ کر راحت کا سامان کر دیا۔ اور جہاں آواز تک کا پہنچنا محال تھا وہاں اس طرح لاؤڈ سپیکر اور الیکٹرانک میڈیا نے اثر دکھایا کہ ہر فرد یہ سمجھتا ہے کہ میں سب سے بہتر سمجھ سکتا ہوں۔ ہر دیکھنے والا بہتر دیکھتا ہے۔ ہر سننے والا کمال کا سنتا ہے۔ اور ہر پڑھنے والا جب قرآن مجید پڑھتا ہے تو برقی قمقمے اس طرح جگمگا اٹھتے ہیں کہ اسے اپنے سر پر آفتاب طلوع ہوتا سجھائی دیتا ہے۔ لود شیڈنگ کے مارے پاکستانی عوام جب حرم کی چکا چوند دیکھتے ہیں تو ان کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ اور جہاں رات کو بھی دن کا گماں ہوتا ہے وہاں یہ آسائشیں، اور آسانیاں دیکھ کر ہر لب پر یہ بات خود بخود آجاتی ہے کہ۔ اے اللہ! تو جن پر راضی ہوتا ہے ایسے حکمرانوں کو تو خوب نوازتا ہے، تو جس دھرتی پر خوش ہوتا ہے وہاں زیر زمین خزانوں کے منہ کھول دیتا ہے اور تو اپنے جن بندوں کو اپنے مہمانوں کی خدمت کے لئے چن لیتا ہے۔ انہیں تو جس طرح سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ وہ سب کی سب قابل رشک ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی حاجی حرم سے جدا ہو کر اپنے وطن کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی حرم سے دوری کے ساتھ کی اداسی کے ساتھ وہاں کے معاملات کی خوش اسلوبی، اور سعودی سرزمین پر اللہ تعالیٰ کی برکات سے جدائی بھی شامل ہو جاتی ہے اور جونہی جہاز ٹیک آف کرتا ہے آنسوؤں کی لڑی پروتا ہوا یہ حاجی پھر اپنے پرانے ماحول میں آجاتا ہے۔ جہاں وہ واپس آنے کے لیے بالعموم تیار نہیں ہوتا۔

جمعیت اہلحدیث مقبوضہ جموں و کشمیر کے امیر پروفیسر محمد رمضان کی شہادت

جمعیت اہلحدیث مقبوضہ جموں و کشمیر کے امیر پروفیسر محمد رمضان صاحب کو بھارتی فوج کے بعض نامعلوم گماشتوں نے اس وقت گولی ماردی جب وہ خطبہ جمعہ دے کر اپنے گھر جا رہے تھے، گولی لگنے سے زخمی ہو کر گر پڑے، اسی حالت میں انہیں سرینگر کے صورہ ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا، جہاں وہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد بالآخر ۱۹ فروری کو جام شہادت نوش کر گئے۔ مقبوضہ کشمیر کی جدوجہدِ آزادی اور کشمیر میں اسلام کی اشاعت و ترویج کے لیے پروفیسر صاحب کی خدمات ناقابل فراموش ہیں انہوں نے اپنی پوری زندگی اسی مقصد کی لیے وقف کیئے رکھی.... جہاد کشمیر میں سرگرم حصہ لینے کی پاداش میں ان پر بھارتی فوج نے کئی بار حملے کیئے، ان کو پس دیوار زنداں بھیجا گیا، ان کے گھر پر آتش و آہن کی بارش کی گئی۔۔۔ مگر اللہ کے اس بندے کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی اور بالآخر اپنی جان کو بھی اس عظیم مقصد کی خاطر قربان کر کے کامیابی حاصل کر لی۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرمائے۔ (آمین)۔ کشمیر میں جمعیت اہلحدیث کو منظم کرنے اور قرآن و سنت کی دعوت کو گھر گھر تک پہنچانے کے لیے پروفیسر صاحب کے دل میں ایک ایسی تڑپ تھی جو ہمیشہ موجزن رہی.... انہوں نے جموں و کشمیر کو بھارت کے غاصبانہ قبضہ سے آزاد کرانے کے لیے ایک طویل جدوجہد کی اور کشمیری قوم کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لیے سرگرم عمل رہے، یہی وجہ ہے کہ تمام مکاتب فکر میں انہیں یکساں احترام دیا جاتا تھا۔ ان کی شہادت پر تمام سیاسی، مذہبی اور عسکری جماعتوں نے اپنے غم و غصہ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔